کی۔ بلکہ اس کی صرف و نحو اور گرامر کی پیچیدگیوں کا اتنا رعب چھایا ہوا ہے کہ برسوں انگریزی پڑھ کر بھی انگریزی سے نابلد رہنا تو ہمیں گوارا ہے۔ مگر عربی سیکھنے کے لئے دو تین سال کی محنت ہمیں پہاڑ معلوم ہوتی ہے۔ ہم میں سے تقریباً ہر مسلمان عربی کی صرف و نحو سے ڈر کر انگریزی سیکھتا رہتا ہے اور جب اس میں بھی کورا رہ جاتا ہے تو اسے "بندروں کی زبان" کہہ کر دل کا بوجھ ہلکا کر لیتا ہے۔ مگر عربی کو ستا یا چومنے کے باوجود سیکھنے کی کوشش نہیں کرتا۔ شاید اس لئے کہ کہیں اس کے جاننے سے قرآن حکیم کی عظمتوں کا پتہ نہ چل جائے اور اس دنیا کے کاروبار ہیچ نہ نظر آنے لگیں اور کہیں اپنے نظامِ حیات کو تبدیل کرنے کی اہمیت نہ واضح ہو جائے۔" (ص ۶۹ - ۶۸)

"میں جب کبھی عربوں سے گفتگو کرتا۔ اور اپنا ما فی الضمیر ان تک پہنچانے میں دقت محسوس کرتا تو بڑی دیر تک اپنے آپ کو کوستا رہتا۔ کہ یوں تو ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریمؐ کی محبت کا دم بھرتے اور قرآن حکیم کے پیش کردہ نظامِ حیات کو اپنانے کے لئے ہر وقت بے چین رہتے ہیں۔ مگر ہم نے اس زبان کو سیکھنے کے لئے آج تک کوئی مثبت قدم نہیں اُٹھایا۔ جس کو اللہ اور اس کے رسولؐ نے نہ صرف اپنا پیغام نوعِ بشری تک پہنچانے کا ذریعہ بنایا۔ بلکہ اتنا پسند فرمایا کہ اسے "لسان مبین" کے لقب سے نوازا۔ بلاشبہ عربی زبان کی یہ عظمت دیگر اقوامِ عالم کی طرح ہم پاکستانیوں کو بھی معلوم ہے۔ مگر اس حقیقت کا اعتراف ان معنوں میں بالکل بے کار ہے کہ ہم نے آج تک اسے "عربی شریف" کہہ کر اس کی عظمتوں کا اعتراف تو کیا ہے مگر اسے سیکھنے اور جاننے کی طرف کوئی ٹھوس قدم نہیں اُٹھایا۔" (آئینہ حجاز ص ۱۸۶ - ۱۸۵)

ماہنامہ "محدث" لاہور

جلد ۱۔ شمارہ ۱۔ ماہ شوال سنہ ۱۳۹۰ھ

کاغذ و کتابت عمدہ، ٹائٹل حسین و سادہ، صفحات ۶۴۔

مدیر: حافظ عبدالرحمٰن مدنی ــ سالانہ چندہ معاونین سے دس روپے، رعایتی پانچ روپے، فی پرچہ ایک روپیہ، رعایتی پچاس پیسے۔ مقام اشاعت: مدرسہ رحمانیہ (رجسٹرڈ) گارڈن ٹاؤن، لاہور ــ ۱۶۔

جماعت اہل حدیث کی مجلس التحقیق الاسلامی کا یہ پہلا شمارہ ہمیں برائے تبصرہ موصول ہوا ہے ــ

یہ عزیز زبیدی نے لکھا ہے، جس کا موضوع ہے: "مسلک اہلِ حدیث کا ماضی اور حال"۔ یہاں ضمناً بتادینا مفید رہے گا کہ جماعت اہل الحدیث خود کو صرف قال اللہ اور قال الرسولؐ کا پابند سمجھتی ہے۔ اس کا نعرہ ہے: "الدین قال اللہ وقال رسولہ"۔

وہ اپنی تاویل کے مطابق سنت پہ کاربند رہنا ہی دین خیال کرتے ہیں بقول شاعر ؎

اھل الحدیث عصابۃ نبویۃ
ترضی بقول المصطفیٰؐ وبفعلہ

یہ وہی جماعت ہے جس کی مساعی سے برصغیر پاک و ہند میں قرآن و حدیث کی تعلیم کے مراکز کھلے، دشمنانِ اسلام کے خلاف جہاد کا احیاء ہوا۔ اور فقہ جامد پہ قائم رہنے والوں سے مناظرے اور مباحثے ہونے لگے، اور عوام پر یہ انکشاف ہونے لگا کہ دین براہِ راست قرآن و سنت سے لیا جاتا ہے اور فقہی قوانین میں مسلسل تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں۔ اس مختصر سی تمہید کے بعد ہم سرسری طور پر اس اداریہ کا جائزہ لیتے ہیں:

اداریہ شروع ہوتا ہے اور اس کا پہلا جملہ یہ ہے:

"سلف صالحین "جماعت" تو ضرور تھے لیکن ہماری طرح ان کو تنظیم کی ضرورت نہیں تھی۔"

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا وہ سلف صالحین فرشتہ تھے؟ کیا وہ احکام الٰہی اور سنت نبیؐ کی پیروی سے چھٹی پا چکے تھے، قرآن مجید اور سنتِ نبوی تو جماعتی نظام اور تنظیم کی بار بار تاکید کرے اور جماعت کے لئے شوریٰ اور امیر کے حکم کی پابندی پر زور دے اور اصولوں پر پختگی سے قائم رہنے پر اصرار کرے لیکن ان حضرات کو ہماری طرح تنظیم کی ضرورت نہ ہو؟

بھلا جماعت تنظیم سے خالی بھی ہو سکتی ہے اور جماعت بھی ان لوگوں کی جو رسول اللہؐ کے اسوہ کی اقتداء کرتی تھی، ایک راستہ پر ایک رخ کرتے ہوئے چلتی تھی، "من شذ شذ فی النار" سے ڈرتی تھی، اعتصام بحبل اللہ کا مصداق تھی، جو ہر وقت دشمنوں کے افساد و کید سے چوکنا رہتی اور الصلوٰۃ جامعۃ کے اعلان پر شوریٰ کے لئے جمع ہو جاتی، حسبِ استطاعت اپنی ذمہ داریوں کو بجالاتی، صلوٰۃ و زکوٰۃ و حج کو اجتماعی صورت میں ادا کرتی، کیا یہ سب باتیں علانیہ شاہد نہیں کہ سلف صالحین جماعت کی تنظیم کے حقائق و اسرار سے واقف تھے اور جماعت کے نظام میں کسی قسم کا خلل گوارا نہ کرتے تھے، وہ نظم برقرار

کھنے کے لئے سعی و عمل کرتے تھے اور "قدرتی تنظیم" پر تن بہ تقدیر نہ تھے ؟ ؟

اس کے بعد اداریہ کا دوسرا پیرا یوں شروع ہوتا ہے :

" اسلاف کے پاس "فکرِ مربوط ، وحدتِ عمل اور احساس بصیر" کی دولت وافر تھی اس لئے وہ رگرم عمل بھی تھے اور تسبیح کے دانوں کی طرح منظم بھی "

ناطقہ سر بگریباں کہ اسے کیا کہئے ؟ کیا "فکر مربوط" میں لفظ "مربوط" تنظیم کی غمازی نہیں رتا ؟ اور کیا "وحدتِ عمل" تنظیم سے خالی ہو سکتی ہے ؟ پھر "تسبیح کے دانوں کی طرح منظم" جماعت تنظیم سے خالی ہونا ممکن ہے ؟ ایں چہ بوالعجبی است ؟ ؟

صفحہ ۷ پر "کتاب و سنت کی غلامی" نئی اصطلاح ہے جو نہ قرآن میں ہے نہ حدیث میں۔ اب ب تو جماعت اہل حدیث کے معتمد علیہ علماء غلام نبی ، غلام رسول ، غلام محمد ، غلام احمد ناموں کو اسلام ی روح کے منافی قرار دیتے تھے اور ایسے نام بدل کر غلام اللہ کر دیا کرتے تھے ، اس لئے کہ غلامی عبادت) صرف اللہ کی ہوتی ہے کتاب پر ایمان ہوتا ہے اور اس کے احکام کا اتباع کیا جاتا ہے۔

صفحہ ۷ پر ایک پیرے میں لکھا گیا ہے :

" مسلمان صرف "مسلم" ہے تمام شخصی نسبتوں سے بالاتر اور کتاب و سنت کی غلامی کے لئے یکسو ہے لیکن اس کے بجائے جب دوسری شخصی نسبتوں نے سر اُٹھایا ، اور حنفی ، شافعی ، مالکی ، نبلی ، اشعری ، ماتریدی ، چشتی ، قادری ، سہروردی ، نقشبندی کہلانے لگے تو اہلِ حدیث نے سلفی اور محمدی کہلا کر دنیا کو عار دلائی ... الخ "

یہ عبارت حیرت انگیز تناقض و تضاد کا مرکب ہے ۔ ہم اس منطق کو سمجھنے سے قاصر ہیں کہ اہل حدیث نے اپنے آپ کو سلفی اور محمدی اس وقت کہا جب دوسروں نے اپنے آپ کو حنفی ، شافعی وغیرہ کہا ، یک ہی سانس میں خود کو تمام شخصی نسبتوں سے بالاتر بتانے کے بعد پھر اسی سانس میں خود کو مدی اور سلفی بھی کہہ ڈالا ، کون نہیں جانتا کہ سلفی کہلانے اور شافعی ، حنفی وغیرہ میں سے کوئی نسبت ختیار کر لینے میں کوئی فرق نہیں ، امام ابو حنیفہؒ ، امام شافعیؒ ، امام مالکؒ ، امام احمد بن حنبلؒ وغیرہم سب ہی ہمارے سلف صالحین میں تھے ۔ اور تنہا سلفی کی نسبت قبول کرنے سے تمام ائمہ و سلف صالحین کی عقیدت کا طوقِ شخصیات مجموعی طور پر اپنے گلے میں ڈال لیا جاتا ہے ۔ بہتر یہ ہوتا کہ وہ اپنے سلفی

مدعی کہلانے کی نسبت کو برحق قرار دینے کے لئے قرآن و حدیث سے نص لاتے ۔

بعدازاں حدیث "لا تزال طائفۃ من امتی ظاہرین علی الحق" کا مصداق اہل حدیث بنایا گیا ہے اور اس ضمن میں "طائفۃ" کی دوراز کار لفظی بحث کی گئی ہے جو غور سے دیکھا جائے تو جماعت اہل حدیث کے حق میں نہیں جاتی ، ہمارے خیال میں جماعتوں کو دعاوی سے گریز کر کے مصلحت عوام اور انسانیت کے مفاد کے لئے زیادہ سے زیادہ کام کرنا چاہیئے ، عمل صالح سے اپنی عظمت و افادیت کا سکہ بٹھانا چاہیئے ، قرآن مجید کا صاف اعلان ہے :

لیس بامانیکم ولا امانی اھل الکتاب ، من یعمل سوءً یجز بہ ......

"اغنیاء پر مساکین و غرباء کی ذمہ داری" سے متعلق مولانا عبدالرؤف جھنڈانگری نے مفید احادیث و آثار جمع کر دیئے ہیں ۔ حافظ نذیر احمد صاحب کا "طب نبوی" بھی فائدہ سے خالی نہیں گو ان کے بعض خیالات سے ہمیں اتفاق نہیں ۔

اس رسالہ کی مجلس تحریر میں متعدد علماء کے علاوہ حافظ ثناء اللہ اور مولانا عبدالسلام مدینہ یونیورسٹی کے فضلاء بھی شامل ہیں ۔ ہماری درخواست ہے کہ وہ ملک و قوم کے بنیادی مسائل پر قلم اٹھائیں اور جماعت اہل حدیث کو تحقیق و اجتہاد کی دعوت دے کر ان کی ٹھوس خدمت کرنے کی طرف متوجہ ہوں ، اللہ ہم سب کو کتاب اللہ و اسوۂ رسول کے مطابق عمل کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین !

(عبدالرحمن طاہر سورتی)

[redacted]